بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

حکومت مخالف ریلیاں —— دینی سیاسی رہنماؤں سے ایک سوال!

نواز شریف حکومت کے خلاف احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کے انعقاد کے جس سلسلہ کا آغاز سانحۂ کارگل کے حوالے سے ہوا تھا اس میں بتدریج تیزی آ رہی ہے۔ مختلف سیاسی جماعتیں اور سیاسی پارٹیز پر مشتمل اتحاد اس حوالے سے اپنی اپنی سیاسی قوت اور عوامی حمایت کا مظاہرہ بھرپور طور پر کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہے۔ چنانچہ ان ریلیوں کے باعث ملکی سیاسی فضا میں اچھی خاصی گرما گرمی پیدا ہو چکی ہے۔ پچھلے دنوں اُسامہ بن لادن اور افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ کے دھمکی آمیز رویے کے جواب میں امریکہ کے خلاف جے یو آئی کے مولانا فضل الرحمٰن کے جرأت مندانہ بیان نے فضا میں مزید ہلچل پیدا کر دی ہے اور ملک کے اکثر مذہبی طبقات نے ان کے بیان کو اپنے جذبات کی ترجمانی قرار دیتے ہوئے ان کی بھرپور تائید کی ہے۔ اس بیان کے نتیجے میں مولانا کا سیاسی گراف جو اس سے قبل تشویش ناک حد تک نیچے گر چکا تھا اچانک بلندیوں کو چھونے لگا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی امریکہ کے خلاف احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کے بھرپور اور کامیاب انعقاد کا آغاز کر دیا ہے۔ جن میں مولانا اور دیگر مقررین کے تیز و تند خطابات کا اصل ہدف اگرچہ امریکہ ہی ہوتا ہے تاہم بالواسطہ طور پر نواز شریف حکومت کی مخالفت بھی نمایاں طور پر ان کے پیش نظر ہوتی ہے۔ جے یو آئی کے تحت ہونے والے مظاہروں اور ریلیوں میں شرکاء کی بڑی تعداد علماء کرام اور دینی مدارس کے طلبہ پر مشتمل ہوتی ہے —— گویا اگر یہ کہا جائے کہ مسلم لیگ کی حکومتی پارٹی کو چھوڑ کر ملک کی دیگر تمام سیاسی جماعتیں اور پاکستان کے مذہبی طبقے کی ایک بڑی اکثریت اپنے اپنے رنگ میں "گو نواز گو" کا راگ الاپ رہی ہے تو یہ غلط نہ ہو گا۔

اس تمام سیاسی گرما گرمی کے باوجود حکومت مخالف احتجاجی ریلیاں تا حال ایک بڑے "ریلے" کی صورت اختیار نہیں کر سکیں اور بادی النظر میں نواز حکومت بدستور مضبوط اور مستحکم نظر آتی ہے۔ بعض سیاسی رہنماؤں کے بیانات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ابھی تک اس ضمن میں ان "نادیدہ قوتوں" کی طرف سے "گرین سگنل" نہیں مل سکا جو پاکستان میں بچھی ہوئی اقتدار کی بساط پر سجے ہوئے مہروں کو تبدیل کرنے میں فیصلہ کن رول پلے کرتی ہیں۔ ان نادیدہ قوتوں کے بارے میں بہت کچھ جاننے کے باوجود ان کا نام زبان پر لانا عام طور پر گناہ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم "جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے' باغ تو سارا جانے ہے" کے مصداق سب جانتے ہیں کہ ان میں پاکستان کے واحد سب سے بڑے اور طاقتور ادارے کے ساتھ ساتھ چچا سام کا نام بھی آتا ہے جن کی خوشنودی حاصل کرنے اور جن کے ساتھ وفاداری کا دم بھرنے میں ملک کی دونوں بڑی سیکولر جماعتیں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے بے چین اور مضطرب رہتی ہیں۔ ہماری ان سیاسی جماعتوں نے چچا سام کو "اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى" کی حیثیت دی ہوئی ہے' چنانچہ جس حکمران پارٹی کا یہ کھونٹا مضبوط ہو وہ احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کو خاطر میں نہیں لاتا۔

پچھلے ہفتے وزیر اعظم میاں نواز شریف کا ایک بیان قومی اخبارات نے شہ سرخی کے طور پر شائع کیا تھا "ہمیں کوئی گھر نہیں بھیج سکتا"۔ بعد میں ان کے ایک ترجمان کی طرف سے اس کی تردید بھی شائع ہوئی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اصل بات کیا تھی' تاہم ان کی جانب سے تردید کا آنا یا اپنے بیان سے رجوع کر لینا یقیناً خوش آئند ہے۔

بہر کیف پاکستان میں اقتدار کے کھیل کے سابقہ تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر مذکورہ "گرین سگنل" ملنے کے بعد مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی یہ ریلیاں مل جل کر ایک بڑے ریلے کی صورت اختیار کر لیں تو بڑی سے بڑی مضبوط حکومت بھی یہاں ریت کی دیوار ثابت ہو سکتی ہے —— لیکن ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا ع

دیکھئے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا

تاہم محض کسی حکومت کو گرانا مسئلہ کا حل بہر طور نہیں ہے۔ اہم تر سوال یہ ہے کہ حکومت کو گرانے کے بعد اگلا مرحلہ کیا ہو گا؟ —— سیاسی دھینگا مشتی اور افراتفری کا کیا عالم ہو گا؟ اس کے بعد مارشل لاء آئے گا یا معین قریشی کی طرز پر کوئی وزیر اعظم ہمارے لئے امریکہ سے درآمد کیا جائے گا؟ —— محسوس یہ ہوتا ہے کہ اس بارے میں نہ کوئی غور و فکر کیا گیا ہے' نہ پیش بینی اور منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ سیکولر سیاسی جماعتوں کے معاملے کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہم دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے جن میں نمایاں ترین قاضی حسین احمد اور ڈاکٹر طاہر القادری ہیں' یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ وہ کس بنیاد پر اپنی اپنی جگہ اس خوش فہمی کا شکار ہیں کہ حکومت کو گرانے کے بعد اقتدار دینی جماعتوں کے ہاتھ ہی میں بلکہ انہی کے ہاتھوں میں آئے گا اور اقتدار و اختیار ملتے ہی ملک کو درپیش تمام مسائل یکلخت حل ہو جائیں گے —— پاکستان کی گزشتہ ۵۲ سالہ تاریخ میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ سیکولر اور مذہبی جماعتوں نے مل جل کر تحریک چلا کر کسی حکومت کی ٹانگ گھسیٹی' لیکن کیا کبھی ایسی کسی تحریک کے نتیجے میں مذہبی قوتوں کو آج تک اقتدار حاصل ہو سکا؟ —— اور کیا اقتدار کا مطالبہ کرنے والی یہ دینی جماعتیں اور ان کے قائد جو پورے ملک میں اسلام کو غالب و نافذ کرنے کا عزم رکھتے ہیں' اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کے ارکان اور پیروکار خود اپنے وجود پر اور اپنے گھروں میں حقیقی اسلام کو نافذ و قائم کر چکے ہیں؟؟؟ —— کون نہیں جانتا کہ اس اعتبار سے ہماری دینی جماعتوں کا معاملہ نہایت کمزور ہی نہیں تشویش ناک اور انتہائی سنگین بھی ہے۔ معلوم نہیں ہمارے یہ دینی رہنما خود فریبی کی اس دلدل سے کب نکلیں گے؟۔ جان لینا چاہئے کہ اسلامی انقلاب کے نبوی منہاج کو چھوڑ کر جو راستہ بھی اختیار کیا جائے گا اس میں وقت' پیسے اور صلاحیتوں کے ضیاع کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہو گا!○○

نواز حکومت کی نصف آئینی مدت ۔ ایک جائزہ (۲)

مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

اقتصادی صورتحال :

جس ملک میں غربت سے بھی کم ترلیول پر زندگی گزارنے والوں میں چالیس لاکھ افراد سالانہ کا اضافہ ہو رہا ہو اور سالانہ پیداوار میں اضافہ منفی ہو۔ (اگرچہ حکومت سالانہ پیداوار میں اضافہ ۳.۱ فیصد بتا رہی ہے لیکن غیر جانبدار اقتصادی ماہرین اس کو سفید جھوٹ قرار دے رہے ہیں) جو ملک سود کی ادائیگی کے لئے قرض حاصل کر رہا ہو اور سابقہ قرضوں کی ری شیڈولنگ کے لئے دنیا بھر کے مالیاتی اداروں کی منت سماجت کر رہا ہو اُس ملک میں اربوں روپے سے موٹرویز اور ان شہروں میں جہاں پہلے ہی معیاری ہوائی اڈے موجود ہیں نئے بین الاقوامی معیار کے جدید ترین ہوائی اڈے تعمیر کرنا اس ملک کی اکثریت سے ظلم ہے۔ ہمارے ملک کے پچانوے فیصد عوام کو نہ موٹر وے سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہوائی سفران کی قسمت میں ہے۔ راقم سے جب کسی نے موٹروے پر تبصرہ کے لئے کہا تو راقم نے عرض کیا کہ اس کی مثال ایسے ہی جیسے کسی گھر کی چھت ٹپکتی ہو فرش ٹوٹے ہوئے ہوں پردہ داری کے لئے دریچے نہ ہوں اور حفاظت کے لئے دروازے میسر نہ ہوں ایسے گھر کا مالک قرض لے کر ایئر کنڈیشنر لگوا لے۔ حاکموں نے کشکول توڑنے کا وعدہ کیا تھا لیکن بقول مولانا طاہر القادری انہوں نے کشکول توڑ کر ڈرم اٹھا لیا ہے۔ میاں نواز شریف کی حکومت نے اڑھائی سال میں پانچ ارب ڈالر کا ریکارڈ قرض حاصل کیا ہے۔

ہمارے حکمرانوں کے گزشتہ دور حکومت (۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء) سے جنوبی کوریا کی رسوائے زمانہ تجارتی کمپنی ڈائیوو سے گہرے اور قریبی تعلقات ہیں۔ اس کمپنی نے لاہور اسلام آباد موٹروے تعمیر کی اور اس کے لئے پاکستان کو ۶۰۰ ملین ڈالر کا قرضہ دیا۔ نواز حکومت کو امید تھی کہ ٹول ٹیکس سے بھاری رقم وصول ہوگی جس سے ڈائیوو کے قرضے کی قسط بھی ادا ہوتی رہے گی لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ موٹروے سے صرف ۱۵ لاکھ روپے روزانہ کی آمدنی ہے جس سے انتظامی اخراجات بھی بمشکل پورے ہو رہے ہیں۔ اخراجات اور قسط کی رقم کے لئے لازم ہے کہ روزانہ ۸۰ لاکھ روپے کی آمدنی ہو۔ ادھر ڈائیوو کے دیوالیہ ہونے کی افواہیں گرم ہیں۔ وہ جنوبی کوریا اور غیر ملکی بینکوں کی ۷۴ بلین ڈالر کی مقروض ہے جو وہ ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ شنید یہ ہے کہ ہماری حکومت نے ڈائیوو کو بیل آوٹ کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی (کے ای ایس سی) اور ٹرانس موبائل کمپنی ڈائیوو کو فروخت کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس منصوبہ پر عملدرآمد ہو گیا تو یہ قومی سرمائے پر بہت بڑا ڈاکہ ہوگا اس لئے کہ ان اثاثوں کی قیمت کسی طرح تین ہزار ملین ڈالر سے کم نہیں اور پاکستان نے ڈائیوو کمپنی کا صرف ۶۰۰ ملین ڈالر بھی اقساط میں ادا کرنا ہے۔ لہٰذا ان تمام حماقتوں' لوٹ کھسوٹ اور اقربا پروری نے ملکی معیشت کو تباہ کر دیا جسے اب حکومت اندھا دھند ٹیکس لگا کر سنبھالا دینا چاہتی ہے' جس سے ملک میں سفید پوش متوسط طبقہ بری طرح نڈھال ہو گیا ہے اور اسی طبقہ میں خودکشی اور خودسوزی کا رجحان پیدا ہوا ہے' یعنی قہرِ درویش برجانِ درویش کا معاملہ ہے۔

مسئلہ سندھ :

مسئلہ سندھ اڑھائی سالوں میں اقتصادی بدحالی کے بعد اہم اور سنگین ترین مسئلہ بن کر سامنے آیا۔ ۱۹۹۷ء کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ کو مرکز کے علاوہ صرف صوبہ پنجاب میں واضح اکثریت حاصل ہوئی۔ باقی تینوں صوبوں میں مسلم لیگ نے دوسرے سیاسی جماعتوں سے اتحاد کر کے حکومتیں بنائیں۔ صوبہ سندھ میں اگرچہ سب سے بڑی پارٹی پیپلز پارٹی تھی لیکن اسے واضح اکثریت حاصل نہیں تھی چنانچہ پاکستان مسلم لیگ نے سندھ میں ایم کیو ایم سے مل کر حکومت بنائی۔ لیاقت جتوئی وزیر اعلیٰ بنے لیکن انہوں نے اپنی حکومت کے تقریباً دو سال ایم کیو ایم کے مطالبات پورے کرنے میں صرف کر دیئے اور بالآخر مرکزی حکومت کو سندھ میں گورنر راج نافذ کرنا پڑا لیکن اس طرح کہ اسمبلی کو قائم رکھا البتہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے اختیارات ختم کر دیئے۔ بعد ازاں گورنر کو سبکدوش کر کے نیا گورنر لگا دیا گیا۔ اب سندھ کی تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ وہاں گورنر راج ہے لیکن گورنر بالکل بے اختیار ہے (وزیر اعظم نے غوث علی شاہ صاحب کو اپنا مشیر برائے امور سندھ مقرر کر کے وہاں بھیجا ہے اور وزیر اعلیٰ کے تمام اختیارات انہیں حاصل ہیں) اسمبلی ہے لیکن وہ قانون سازی نہیں کر سکتی۔ ایوان اپنے قائد سے بھی محروم ہے۔ یعنی صوبہ سندھ کو مکمل طور پر مرکز سے کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ پنجاب سے رسوائے زمانہ D.I.G رانا مقبول کو Import کر کے سندھ میں آئی جی پولیس لگا دیا گیا ہے۔ اس شخص کو نواز شریف کا مکمل اعتماد حاصل ہے اور سندھ میں حقیقتاً یہی شخص صاحب اقتدار ہے۔ سابقہ گورنر معین حیدر بھی پولیس مقابلے میں سبکدوش ہوئے تھے۔ سندھ کے دیہی عوام کی نمائندہ P.P.P ہے جبکہ شہری عوام کی نمائندگی M.Q.M کو حاصل ہے لیکن بے نظیر بھٹو اور الطاف حسین دونوں ملک بدر ہیں لہٰذا سندھ کے عوام میں اس وقت زبردست احساس محرومی پایا جاتا ہے اور یہ آتش فشاں کسی وقت پھٹ سکتا ہے۔ حیدر آباد میں پولیس نے جس طرح M.Q.M کی جلسہ گاہ پر قبضہ کر کے جلسہ کو زبردستی منسوخ کروایا ہے پھر خود آئی جی صاحب نے اپنی قیادت میں جس طرح پولیس کی ریلی نکالی ہے اور انہوں نے حیدر آباد کی سڑکوں پر پیدل مارچ کیا ہے' یہ وہی انداز ہے کہ ہمیں بنگالی نہیں بنگال کی سرزمین چاہئے۔ سندھ میں مرکز نے جس طرح مداخلت کی ہے اور آئین کی جس طرح مٹی پلید کی گئی ہے اس سے سندھ کے انتہاپسندوں کا P.P.P پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ علاوہ ازیں جئے سندھ والے اور M.Q.M ایک دوسرے کے مزید قریب آ سکتے ہیں۔ جب حکومت خود اس آئین کو پاؤں تلے روندے گی جس کے تحت انہوں نے حلف اٹھایا ہے تو انتہا پسندوں کا ردعمل شدید تر کیوں نہیں ہوگا۔ اسی عمل کا بدترین ردعمل ہے کہ اس مرتبہ اندرون سندھ ایک جماعت نے ۱۴/ اگست کو بطور یوم غلامی منایا ہے۔

خارجہ پالیسی :

راقم کی رائے میں یہ کہنا ہی غلط ہے کہ نواز حکومت کی خارجہ پالیسی ناقص ہے اور پاکستان دنیا میں تنہا ہو گیا ہے

وغیرہ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسا ملک جو بری طرح قرض میں پھنس چکا ہے جسے سود کی ادائیگی کے لئے قرض درکار ہو کیا وہ آزاد خارجہ پالیسی اپنا سکتا ہے؟ چاہے نواز حکومت ہو یا بے نظیر' اور چاہے کوئی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ نواز حکومت سابقہ حکومتوں سے اس لحاظ سے منفرد معلوم ہوتی ہے کہ صدر ایوب' بھٹو اور ضیاء الحق بھی اگرچہ اکثر و بیشتر معاملات میں امریکہ سے ڈکٹیشن لیتے رہے لیکن کسی نہ کسی معاملے میں وہ امریکہ کے سامنے ڈٹ گئے جس کا نتیجہ ان کی اقتدار سے بلکہ دنیا سے رخصتی کی صورت میں بھی نکلا' لیکن نواز حکومت فی الحال مکمل فرمانبرداری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ نواز شریف بنیادی طور پر ایک تاجر ہیں۔ لہٰذا نقصان اور خسارے کے سودے کے قائل نہیں۔ ان کے اڑھائی سالہ دور میں کارگل کا محاذ گرم ہوا جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے' یہاں محض ضرار شہید کے والدین کی طرف سے وزیر اعظم کو لکھا جانے والا خط اس معاملے میں کفایت کرے گا۔

"ہمارے بیٹا لیفٹیننٹ ضرار احمد مورخہ ۱۰/ اگست ۱۹۹۹ء کو نیوی کے اٹلانٹک طیارے کے گرائے جانے کے واقعہ میں شہادت کے مرتبہ سے سرفراز ہوا۔ جہاں اس کی شہادت ایک طرف ہمارے لئے باعث فخر ہے' دوسری طرف جوان بیٹے کی جدائی باعث غم بھی ہے۔ مگر اس جدائی سے بڑھ کر وہ حالات جن میں یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا' ہمارے لئے باعث رنج و الم ہیں۔ حالات کی کشیدگی کے باوجود ہماری اپنی سرحد کے اندر جس طرح دشمن وار کر کے اس جہاز کا ملبہ اٹھا کر لے گیا۔ یہ تمام واقعات کسی بھی ملک و قوم کے لئے عبرت کا تازیانہ ہیں اور اس کے دفاع کی کمزوری اور نااہلی کے آئینہ دار ہیں۔ بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود حقیقت میں یہ واقعہ ہمیں ہمارے دفاع کی کمزوریوں کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے۔

اس خون کا ذمہ دار کون ہے؟ ان سولہ شہیدوں کا لہو کس کے سر ہے؟ اس قوم نے ملک کی خاطر اپنے آباء کی قربانیاں پیش کیں اور ہر موقع پر جوانوں کی قربانیوں سے دریغ نہیں کیا مگر آج ہمارے ساتھ کارگل کے سینکڑوں شہداء کے والدین' بیویاں' بچے اور عزیز و اقارب سوال کرتے ہیں کہ ان شہداء کا لہو کس مقصد کے لئے بہا؟ کون اس کا ذمہ دار ہے؟ ہم بامقصد شہادت کے چاہنے والے' کیا کسی کوتاہ نظر' بے مقصد ایڈونچر کا شکار ہوئے؟ کیا ہمارے شہیدوں کا لہو اتنا ہی ارزاں تھا کہ وہ پانی کی مانند بہا دیا جاتا؟ کوئی بھی تمغہ' ایوارڈ' نقد رقم اس دکھ کا مداوا نہیں کر سکتا جس سے آج ہم دوچار ہیں۔ جو بھی ان واقعات کا ذمہ دار ہے' ان تمام شہداء کے ورثا اور قوم کو جواب دہ ہے۔ اس کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔ وزیر اعظم صاحب' ہم تو ان سوالات کا جواب خود آپ سے چاہتے ہیں۔ افسوس کہ آپ کے پاس کرکٹ کے لئے تو وقت ہے مگر شہداء کے ورثا کے لئے نہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور دوسرے اعلیٰ سول و فوجی حکام بھی گوناگوں مصروفیات کا شکار ہیں۔ مگر ہم اس شہید کے ماں باپ کی حیثیت سے آپ سے ان سوالات کا جواب چاہتے ہیں۔

یاد رکھئے' آپ ان سوالات سے نظریں نہیں چرا سکتے۔ اگر حضرت عمرؓ کو ایک کرتے کے باعث ایک عام بدو کے سامنے جوابدہ ہونا پڑتا ہے تو ادھر سینکڑوں شہداء کے ورثاء طالب جواب ہیں۔ آپ ان سوالات سے اعراض نہیں برت سکتے۔ ایک ماں کی آہ عرش ہلا سکتی ہے جبکہ ادھر تو سینکڑوں شہداء کی مائیں ہیں۔ اس سے قبل کہ یہ آہیں اپنا اثر لائیں آپ اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں ورنہ ہم تو اپنا معاملہ اس قادر مطلق کے سپرد کرتے ہیں کہ جس کا عدل کسی مصلحت کا شکار نہیں۔ اس کے ہاں دیر تو ہو سکتی ہے مگر اندھیر نہیں' اور اس کا عدل ہوتا نظر آتا ہے۔"

اداروں کی تباہی :

ان اڑھائی سالوں میں ریاست کے مختلف اداروں سے بڑی سخت بدسلوکی ہوئی۔ خاص طور پر عدلیہ کے ساتھ وہ سلوک ہوا جس کی مثال کم از کم ماضی قریب میں ہمیں نہیں ملتی۔ اگرچہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ بھی مشتعل ہو گئے تھے جس سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ پرسنل ہو گئے ہیں لیکن پنجاب بھر سے غنڈے بھرتی کر کے لے جانا اور سپریم کورٹ پر حملہ کر دینا انتہائی گری ہوئی حرکت تھی جس سے دنیا بھر میں پاکستان کی سبکی ہوئی۔ علاوہ ازیں بے نظیر دور میں ۲۰/ مارچ ۱۹۹۶ء کو ہونے والے سپریم کورٹ کے فیصلے کو میاں نواز شریف نے انقلابی فیصلہ قرار دیا تھا اور اس فیصلہ کے حوالے سے بے نظیر حکومت کو خوب رگیدا تھا لیکن وہ خود اپنے دور حکومت میں اس فیصلے پر عملدرآمد کرنے میں ناکام ہے۔

آئین میں ترامیم :

ان اڑھائی سالوں میں نواز حکومت نے دو ایسی ترامیم بھی منظور کرا لیں جن میں ایک ترمیم سے صدر پاکستان بالکل بے دست و پا ہو گئے اور دوسری ترمیم سے ارکان اسمبلی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے اور ان ہاؤس تبدیلی کو پیچیدہ بنا کر تقریباً ناممکن بنا دیا گیا۔

صحافت :

ان اڑھائی سالوں میں صحافی حضرات کی اکثریت نے بہت موج میلہ کیا۔ جو پھر بھی (حکومتی نکتہ نظر سے) راہ راست پر نہ آیا اس سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا گیا۔ اس دوران اکثر و بیشتر ایسے اخبارات پر اشتہارات کی بارش کی گئی جن میں نواز شریف کے کارناموں کا ذکر ہوتا' جس سے دونوں مقاصد حاصل ہوتے یعنی قومی خزانے سے ذاتی تشہیر بھی ہو جاتی اور اخبارات کی چاندی بھی۔ حکومت نے کالم نگاروں سے خصوصی تعلقات قائم کئے' صوابدیدی فنڈ میں سے دل کھول کر صحافیوں کے بچوں کی شادیوں پر انتہائی قیمتی تحائف دیئے گئے۔ (حال ہی میں ایک منظور نظر کالم نویس کے ہاں شادی پر ڈھائی لاکھ روپے کا قالین بطور تحفہ دیا گیا ہے) لیکن اس سب کچھ کے باوجود مخالف لکھنے والوں پر بے دریغ ڈنڈے کا استعمال بھی ہوا۔ اس معاملہ میں نجم سیٹھی فرنٹیر پوسٹ کے سابق ایڈیٹر اور ادارہ جنگ کا ذکر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

سیاسی کارکنوں سے تعلق :

نواز حکومت کو ان اڑھائی سالوں میں جب بھی کسی بحران کا سامنا پیش آیا اس نے اپنے کارکنوں کو پکارا اور کارکنوں نے بھی لبیک کیا لیکن اکثر و بیشتر سیاسی کارکن گلے شکوے کرتے سنے گئے کہ ان کی کوئی شنوائی نہیں۔ خاص طور پر تحریک نجات کے حوالے سے جن غریب کارکنوں نے اپنے کاروبار تباہ کئے' جیلیں کاٹیں وہ بہت مشتعل پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میاں اظہر جو شریف فیملی کے بہت قریب سمجھے جاتے ہیں اب جب کہ انہوں نے ان اڑھائی سالوں میں دوسری مرتبہ کارکنوں کے حقوق کی آواز اٹھائی ہے تو ان کے گرد ایک اچھی خاصی بھیڑ اکٹھی ہو گئی ہے۔ راقم کی رائے میں اگرچہ کارکنوں کے تمام مطالبات پورے کر دینا تو کسی بھی جماعت بلکہ حکومت کے بس کی بات نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ عوام سے رابطہ رکھتے ہیں اور عوام ہی میں سے ہوتے ہیں لہٰذا عوامی شکایات کا سامنا بھی انہیں ہی کرنا پڑتا ہے۔ جب وہ دفتروں اور حکومتی اداروں میں جا کر ٹھوکریں کھاتے ہیں اور افسروں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے ہیں تو وہ احتجاج پر اتر آتے ہیں۔ اس معاملے میں بھی حکومت کی کوئی باقاعدہ پالیسی نہیں بلکہ ڈنگ ٹپاؤ انداز ہے یعنی کوئی بحران پیدا ہوا یا کوئی میاں اظہر اٹھا تو ورکرز کنونشن بلا لیا' پھر بعد میں تو کون اور میں کون۔

آخر میں راقم ان اڑھائی سالوں میں حکومت کی

(باقی صفحہ ۷ پر)

میں نے اپنے ذوق موسیقی کو قرآن مجید کی قراءت سے بدل دیا

میڈیکل کالج میں داخلہ کے فوراً بعد میں نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا

طالب علمی کے دوران مجھے غیر نصابی سرگرمیوں سے کوئی خاص شغف نہیں رہا

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا زمانہ طالب علمی

ماہنامہ "وائس آف سٹوڈنٹس" کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ظفر اقبال محسن کا امیر تنظیم اسلامی سے انٹرویو

بی۔ ایس۔ ایڈ کے فائنل ائیر میں اپنے تحقیقی مقالہ کے سلسلے میں محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے روبرو ملاقات اور سیر حاصل گفتگو کا موقع ملا تو ان کی سادہ نکھری ہوئی طبیعت نے دل و دماغ پر ان مٹ نقوش چھوڑے۔ آج مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ راقم الحروف ایک دفعہ پھر مکرمی ڈاکٹر صاحب کے دفتر میں ان کے روبرو تھا۔ ابتدائی طور پر "وائس آف سٹوڈنٹس" میں خدمات سرانجام دینے والے ساتھیوں اور اسکے معروف سلسلہ جات کا تعارف ہوا اور پھر اس کے مقبول ترین سلسلے "میرا زمانہ بچپن و طالب علمی" کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ارشاد فرمایا :

"میری تاریخ پیدائش ۲۶/اپریل ۱۹۳۲ء ہے اور مقام پیدائش حصار نامی ایک شہر ہے' جو کہ اب بھارت کی ریاست ہریانہ کا ایک اہم صنعتی و تعلیمی مرکز ہے۔ ہمارے خاندان کا اصل تعلق تو ضلع مظفر نگر سے تھا لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں میرے پردادا حافظ نور اللہ صاحب کی ساری جائیداد انگریزوں نے ضبط کر لی تھی جس کے نتیجے میں وہ دریائے جمنا کراس کر کے حصار میں آکر آباد ہو گئے اور سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ محکمہ انہار میں وہ ضلع دار تھے۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء نوے (۹۰) برس ہم اس علاقے حصار میں رہے۔ میرے پردادا اور دادا وہیں دفن ہیں مگر والد صاحب ہمارے ساتھ قیام پاکستان کے وقت پاکستان آ گئے تھے۔ ان کا انتقال لاہور میں ہوا۔

میرے دادا حاجی محمد یحییٰ ہم بہن بھائیوں اور بالخصوص میری تعلیم میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہو رہا تھا کہ اب مجھے پانچویں جماعت میں وظیفے کے امتحان کی تیاری کون کرائے گا۔ بہرحال وہ امتحان میں نے دیا اور پانچویں جماعت میں میں نے وظیفہ بھی حاصل کیا اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول حصار میں داخلہ لے لیا۔

میرے بڑے بھائی اس زمانے میں اسلامیہ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ وہ گرمیوں کی چھٹیوں میں جب گھر آئے تو میرے لئے بانگ درا لیتے آئے۔ وہ میں پڑھتا اور گنگناتا تھا۔ کچھ سمجھ میں آتا تھا' کچھ نہیں آتا تھا۔ ہمارے ہاں انہی دنوں دہلی سے ایک صاحب ٹرانسفر ہو کر آئے۔ ان کا نام غالباً احمد حسن تھا۔ وہ چونکہ اہل زبان میں سے تھے اس لئے میں بانگ درا کے بعض اشعار ان سے سمجھا کرتا تھا' خاص طور پر شکوہ اور جواب شکوہ۔ چنانچہ پانچویں جماعت سے یعنی دس برس کی عمر ہی سے اس نظم کا مجھ پر ایک خاص اثر ہے۔ اس کے بعد پھر خواہش پیدا ہوئی کہ علامہ اقبال کی دوسری کتابیں بھی پڑھنی چاہئیں مگر کتابیں میرے پاس نہ تھیں۔ وہاں ایک وکیل ہوتے تھے خان عزیز الدین حمزئی' ان کے ہاں یہ کتابیں تھیں۔ میں والد محترم کو ساتھ لے کر وہ کتابیں لینے گیا تو وکیل صاحب نے کہا کہ یہ تو چھوٹی سی عمر کا لڑکا ہے یہ ان کتابوں کو کیا کرے گا۔ بہرحال انہوں نے امتحاناً بال جبریل کھولی اور کہا کہ اچھا ان اشعار کی تشریح کر دو تو کتابیں لے جاؤ۔ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ مجھے شعر دیا گیا تھا ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور' مجاہد کی اذان اور

میں نے تشریح بتائی اور کتابیں لے آیا۔ جب پڑھیں تو اتنی پسند آئیں کہ بھائی جان کو لاہور ایک خط لکھا اور اس میں کچھ شرارت کے انداز میں یوں لکھا کہ میرا ایک ساتھی ہے جس کو ان کتابوں کی ضرورت ہے۔ آپ کتابیں لے آیئے رقم آپ کو ادا کر دی جائے گی۔ چنانچہ جب وہ کتابیں لے آئے تو میں نے بتایا کہ وہ ساتھی میں ہی تھا۔ علاوہ ازیں اس دور میں حفیظ جالندھری کا "شاہنامۂ اسلام" بہت ذوق و شوق سے پڑھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ والد محترم کسی سرکاری دورے کے سلسلے میں گھر سے باہر تھے تو ساری رات شاہنامے کے اشعار میں ترنم سے پڑھتا رہا اور میری والدہ مرحومہ اسے سنتی رہیں۔ شاہنامے کا ایک خاص ترنم تھا اور وہ مجھے آتا تھا اور اسی لئے میں اسے ترنم کے ساتھ پڑھتا تھا۔

۱۹۳۸ء میں جبکہ میری عمر صرف چھ سال تھی' میں نے دو مشاہیر کے انتقال کے صدمے کو ذاتی طور پر محسوس کیا تھا۔ علامہ اقبالؒ اور مصطفیٰ کمال اتاترک کا انتقال۔ سکول کے زمانے میں میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے وابستہ تھا۔ حصار میں کوئی کالج نہ تھا صرف تین ہائی سکول تھے۔ ہائی سکول میں میں حصار ڈسٹرکٹ کالج لاہور میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری بنا۔ ۱۹۴۶ء میں یہاں لاہور میں حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا تھا' جس میں قائداعظمؒ بھی تشریف لائے تھے۔ اور میں نے فیڈریشن کے نمائندے کے طور پر شرکت کی۔ قائداعظمؒ کا خطاب انگریزی میں تھا اور ابھی میں چونکہ سکول کا طالب علم تھا اس لئے ساری تو نہیں کچھ کچھ سمجھ آتی تھی مگر یہ کہ ان کی شخصیت' ان کا ذاتی جلال اور تمکنت والی وجاہت کا ذہن پر بڑا اثر ہوا۔

۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے بعد عید کے دوسرے روز ہم پر ہندوؤں نے حملے شروع کر دیئے اور ہم نے تقریباً ایک ماہ حصار میں "محصور" رہنے کے بعد پاکستان کی طرف ہجرت شروع کی۔ ہمیں معلوم ہوا کہ راجپوتوں کا ایک بہت بڑا گروہ قافلے کی شکل میں پاکستان کی طرف جا رہا ہے تو ہم بھی خاموشی سے اس قافلے میں شامل ہو گئے۔

کیونکہ ٹرین کے ذریعے جاتے تو خطرہ تھا کہ مسلمانوں کی حمایت کرنے والے افسر ہونے کی وجہ سے میرے والد صاحب کو ہندو گرفتار کرلیں گے۔ خیر یہ قافلہ جو کہ ۱۰ میل لمبا تھا' ۲۰ دن میں ۷۰ میل کا فاصلہ طے کر کے حصار سے ہیڈ سلیمانکی پہنچا۔ یہ قافلہ زیادہ تر بیل گاڑیوں پر مشتمل تھا۔

لاہور پہنچ کر میں گورنمنٹ کالج لاہور میں ایف ایس سی کے لئے داخل ہو گیا۔ میٹرک میں میرے ۸۵۰ میں سے ۷۱۸ نمبر تھے اور پرائمری و مڈل کے بعد میٹرک میں بھی وظیفہ ملا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں میرے داخلے کا معاملہ بڑا دلچسپ ہے۔ میرے بڑے بھائی مجھے داخل کروانے کالج لے کر گئے۔ مرحوم احمد شاہ بخاری (پطرس) پرنسپل تھے۔ ان کے پاس ہم گئے تو فرمانے لگے کہ اگرچہ تم بہت Late ہو چکے ہو مگر خیر یہ تمہاری مجبوری تھی مجھے تو اعتراض نہیں ہے لیکن یہ پیر محمد وارث جو کیمسٹری کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہیں وہ بہت شور مچا رہے ہیں کہ پہلے ہی نفری بہت ہو گئی ہے' آپ ان کے پاس چلے جائیں وہ اگر مان جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ پیر صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے مکمل طور پر انکار کر دیا۔ بھائی جان مایوس ہو کر فارم اٹھانے لگے تو اتفاقاً پیر صاحب کی نظر میرے نمبروں پر پڑ گئی' کہنے لگے "۷۱۸ نمبر ہیں۔ چلو اچھا آ جاؤ۔ گورنمنٹ کالج سے میں نے ایف۔ ایس۔ سی کی اور میڈیکل گروپ میں پنجاب میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

۱۹۴۹ء میں میں میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہو گیا۔ اسی دوران میں نے پختہ طور پر فیصلہ کر لیا کہ زندگی اب اصلاح دین کے لئے ہے۔ میڈیکل کے Profession کی حیثیت اب ثانوی ہو گئی اور پھر میری پوری زندگی اسی اصول کے تحت گزری ہے۔

جہاں تک بچپن کے کسی دلچسپ واقعے کا تعلق ہے تو مجھے سکول کے زمانے کا ایک واقعہ یاد ہے۔ اس زمانے میں ہمارا ایک جٹ استاد تھا لون سنگھ 'بہت ذہین آدمی تھا۔ ہٹلر اس کا آئیڈیل تھا۔ وہ مجھے اور میں اسے بہت پسند کرتا تھا۔ لیکن ایک موقع پر اس نے حضور ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہے تو ساری کلاس نے احتجاج کیا۔ میں چونکہ کلاس میں نمایاں ترین طالب علم تھا' لہٰذا سب لڑکے چاہتے تھے کہ ان کی قیادت میں کروں۔ بعض نے طعنہ بھی دیا کہ یہ تو چونکہ لون سنگھ کا چہیتا ہے 'لہٰذا آگے نہیں آئے گا۔ بہر صورت میں نے ہی قیادت سنبھالی اور ہیڈ ماسٹر شیخ محمد اسماعیل صاحب کو درخواست دی کہ ہم چوہدری لون سنگھ سے پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ کلاس میں آئے۔ پہلے تو انہوں نے درخواست پر دستخط کرنے والے لڑکوں کو ایک ایک کر کے کھڑا کیا۔ پہلا لڑکا کہنے لگا جناب یہ تو مجھ سے اسرار نے زبردستی دستخط کروائے تھے میں نے خود تو ایسا کچھ نہیں کیا۔ اس طرح ایک ایک کر کے سب دستبردار ہو گئے۔ آخر کار پرنسپل صاحب نے مجھے چھ بید لگائے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کیا کہ لون سنگھ کو ہماری کلاس سے ہٹا لیا۔ بہر حال یہ زندگی کی واحد مار تھی جو مجھے پڑی۔

عربی زبان کے ہمارے ایک استاد تھے مولوی محمد حسن' ان سے بھی میں نے کافی اثر قبول کیا۔ میٹرک سے فارغ ہوتے وقت سکول میں گروپ فوٹو ہونا تھا۔ مولوی محمد حسن صاحب نے مجھے کہا کہ فوٹو حرام ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق میں نے گروپ فوٹو میں حصہ لینے سے انکار کر دیا اور میرے ساتھ میرے دو سرے ہم جماعتوں نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ پرنسپل صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے مختلف حیلوں بہانوں اور ایک اور استاد راؤ نواب علی خان کے ذریعے مجھے گروپ فوٹو کے لئے راضی کر لیا۔ ایک دن پرنسپل صاحب' راؤ نواب علی خان صاحب اور میں سکول کی گراؤنڈ میں کھڑے تھے کہ مولوی محمد حسن صاحب چپکے سے آئے اور میرے کان میں علامہ اقبال کا ایک شعر پڑھ کر چلے گئے ؎

اس چمن میں پیرو بلبل ہو یا تلمیذ گل
یا سراپا نالہ بن جا یا نوا پیدا نہ کر

اس سے میں بہت شرمسار ہوا۔

سکول و کالج کے دور میں مجھے موسیقی سے بڑی دلچسپی تھی۔ خاص طور پر سہگل کی آواز مجھے بڑی پسند تھی اور اگرچہ میلوں دور سے ہی اس کے گانے کی آواز آ رہی ہوتی میرے کان کا انٹینا اسے کھینچ لیتا تھا لیکن پھر میں نے بڑی محنت کر کے قرآن مجید کی قراءت سے اس کو Replace کیا اور اپنے ذوقِ موسیقی کی تسکین میں نے تلاوت قرآن پاک سے کی۔ اچھا شعر مجھے اب بھی بہت اپیل کرتا ہے۔ اچھا شعر تو حضور ﷺ بھی بہت پسند فرماتے تھے۔ اچھا شعر سناتے بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا : "بہت سے اشعار حکمت سے بھرے ہوتے ہیں اور بہت سے بیان جادو اثر ہوتے ہیں"۔

جہاں تک اس دور کے نظام تعلیم اور موجودہ نظام تعلیم میں فرق کا تعلق ہے تو اس دور میں نوجوانوں میں علم سے شغف زیادہ تھا اور اساتذہ کا احترام بہت ہوتا تھا۔

طالب علمی کے دوران مجھے غیر نصابی سرگرمیوں سے کوئی خاص شغف نہیں رہا۔ سوائے یہ کہ آٹھویں تک تھوڑی بہت گھریلو سی کرکٹ اور کبڈی کھیلتا رہا ہوں مگر خاص طور پر کھیلوں تقاریر یا مباحثوں وغیرہ میں حصہ نہیں لیتا رہا۔

آج کے نوجوانوں اور طالب علموں کو میں یہ پیغام دوں گا کہ وہ اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنا قبلہ درست کریں۔ اور قبلہ درست کرنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی نصب العین' کوئی آدرش' کوئی آئیڈیل ہونا چاہئے۔ جب تک یہ نہ ہو تو گویا انسان زندگی بسر نہیں کرتا بلکہ زندگی اسے بسر کرتی ہے۔ چنانچہ زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی آئیڈیل ہونا چاہئے اور یہ آئیڈیل حضور ﷺ سے کم کوئی ہستی نہیں ہونی چاہئے۔ انسان جدوجہد کرے اور اپنی زندگی اسی کام میں کھپا دے اور لگا دے جس میں آنحضور اور آپ کے صحابہؓ نے لگائی تھی!

(بشکریہ : ماہنامہ وائس آف سٹوڈنٹ' جون ۹۹ء)

شریعت بل کی منظوری میں سب سے بڑی رکاوٹ حکومت خود ہے ○ عاکف سعید

نواز حکومت کے اڑھائی سالہ دور میں مہنگائی جس تناسب سے بڑھی ہے اس کی مثال پاکستان کی ۵۲ سالہ تاریخ میں پہلے نہیں ملتی۔ اسی طرح بجٹ میں عوام سے جھوٹے وعدے کر کے ہر سال دو تین منی بجٹ پیش کرنا اسی حکومت کا وطیرہ رہا ہے۔ یہ بات نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے سے متعلق پندرھویں آئینی ترمیم کی منظوری میں سب سے بڑی رکاوٹ حکومت خود ہے۔ کیونکہ یہ بل انتہائی نامناسب طریقے سے تیار کیا گیا ہے اور اس کا لب لباب یہ ہے کہ اگر قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانا ہے تو سارے اختیارات وزیراعظم کو دے دیے جائیں۔

سورۂ نحل کی آیت نمبر ۱۱۲ کے حوالے سے حافظ عاکف سعید نے کہا کہ اللہ نے قیام پاکستان کے بعد ابتداء میں تو ہمیں خوشحالی اور امن کی نعمت سے نوازا تھا لیکن جب ہم نے یہاں اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی بجائے غیروں کی کاسہ لیسی کر کے اس نعمت کی ناقدری کی تو اللہ نے اس جرم کی پاداش میں ہم پر بھوک اور خوف کے عذاب کو مسلط کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارے ملک میں سودی نظام کی بدولت ایک طبقہ سارے وسائل پر قابض ہے جبکہ ۹۰ فیصد سے زیادہ عوام کا شمار محرومین میں ہوتا ہے' یہی بھوک کا عذاب ہے جبکہ تخریب کاری اور دہشت گردی نے امن و امان کو عنقا کر رکھا ہے۔ اس عذاب سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اس ملک کو واقعتاً اسلام کا نمونہ بنایا جائے۔ صرف اسی طرح ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے چنگل سے نجات حاصل کر کے ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

دنیا راہ گزر ہے

از افادات شیخ الحدیث مولانا فداء الرحمٰن درخواستی

از افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی

((عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ))

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو بلکہ چلتے مسافر کی طرح"۔

یہ مبارک حدیث جوامع الکلم میں سے ہے۔ یعنی الفاظ مختصر اور تشریح بہت زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام کائنات سے اشرف بنایا اور اس کا مقصد بھی اعلیٰ بتایا۔ فرمایا میں نے سارا جہاں تیرے لئے بنایا اور تجھے میں نے اپنی عبادت اور رضاجوئی کے لئے بنایا۔ انسانی زندگی کے تمام منازل صرف اس لئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کی طلب میں کوشاں رہے اور اس کی مرضی کا طالب رہے۔ انسان بادشاہ ہو یا فقیر' امیر ہو یا غریب' اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد میں مصروف رہا تو کامیاب ہے ورنہ ناکام ہے۔

سرور کائنات ﷺ نے امت کو نہایت ہی عجیب انداز میں ہدایت فرمائی کہ دنیا مسافر خانہ ہے۔ یہاں کسی نے بھی ہمیشہ نہیں رہنا۔ جو آیا ہے وہ جانے کے لئے ہی آیا ہے اور جو گیا ہے پھر واپس نہیں آیا۔ چند دن کی زندگی کے لئے بڑی بڑی عمارتیں اور بے انتہا مال و دولت جمع کرنا کم عقلی کا کام ہے۔ دنیا کے لئے اتنی محنت کرو جتنا دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اتنی محنت کرو جتنا آخرت میں رہنا ہے۔

جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
دار فانی کی سجاوٹ پر نہ جا
نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا

آخرت میں تمام مراحل سے (وزن اعمال کے وقت پل صراط سے گزرنے کے وقت) آسانی سے گزرنا ہے تو اس مبارک ارشاد کو یاد رکھ کہ دنیا میں مسافرانہ زندگی بسر کر۔ تو مسافر ہے' مسافر کی شناسائی لوگوں سے کم ہوتی ہے' سامان کم ہوتا ہے' تعلقات بہت کم ہوتے ہیں' عام لوگوں کے تعلقات کی وجہ سے جو روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں (مثلاً حسد' کینہ' بغض' لڑائی جھگڑا وغیرہ) وہ بھی کم ہوں گی۔ مسافر کی اپنی منزل مقصود پر نظر رہتی ہے اور وہ منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے ہر وقت بے قرار رہتا ہے۔ مسافر سفر میں اپنے مال و دولت' دکان و مکان' خویش واقارب میں مشغول نہیں رہتا' صرف منزل مقصود حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اے میرے مسلم بھائی! تیرا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا ہے۔ اس لئے ہر ایک چیز سے جو یاد الٰہی روکنے والی ہے دور رہو۔ دنیا کی نیرنگیاں اور شادابیاں تیری راہ میں رکاوٹ نہ بنیں اور تجھے تیرے اصلی مقصود سے فراموش نہ کردیں۔ یہ دنیا ہزار داماد ہے' نہ کسی کی بنی ہے نہ بنے گی۔ کبھی ایک کو کنگن پہناتی ہے پھر اس سے اتار کر دوسرے کو دیتی ہے۔

بہار دنیا ہے چند روزہ یہاں نہ چل سر اٹھا اٹھا کر
خدا نے ایسے کروڑوں نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

چاہے کوئی تخت و تاج کا مالک ہو یا رستم دوراں ہو' کسی کو ناز نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہے۔ اللہ رب العزت قادر مطلق ہیں۔ جسے چاہتے ہیں ایک آن میں گدائی سے بادشاہی دے دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ایک آن میں بادشاہ سے گداگر بنا دیتے ہیں۔

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
جو نہ دھوپ میں کبھی نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخواں تک بھی ان کے خاک ہوئے
تاج میں تکتے تھے جن کے جوہر
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسہ سر
رشک یوسف جو تھے جہاں میں حسین
کھا گئے ان کو آسمان و زمیں

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے
اور یہی دنیا کا کارخانہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب صبح کرو تو شام تک امیدیں مت باندھو اور جب شام کرو تو صبح تک امیدیں مت باندھو۔ آج تو ہم چند روزہ زندگی کے لئے حلال و حرام کی تمیز بھی نہیں کرتے۔ جائز و ناجائز کو بھی نہیں دیکھتے۔ جو کچھ تم دنیا میں رشوت و سود خوری سے بنا رہے ہو یہ سب کچھ دوسروں کے لئے کر رہے ہو۔ کیوں اپنے آپ کو دوسروں کی وجہ سے ہلاکت میں ڈال رہے ہو۔ خالی ہاتھ جیسے آئے تھے خالی ہاتھ جاؤ گے۔ فرعون و ہامان' شداد و نمرود و قارون میں سے کون خزانے اپنے ساتھ لے گیا۔ لہٰذا اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ دنیا و مافیہا کی محبت دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کو دل میں جگہ دو۔

ولا غافل نہ ہو یکدم
یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی
زمین اندر سمانا ہے
وہ بھائی بدن تیرا
جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہی ہوگا ایک دن
جس کو کیڑوں نے کھانا ہے

اصلی مقصد حاصل کرنے میں کانٹا آتے ہی اسے ہٹا دے۔ دنیا کی راحتیں جس روپ میں بھی آکر تجھے خراب کرنے کی کوشش کریں اسے ٹھوکر مار دے۔ سرور کائنات ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر چل کر اپنی آخرت کو بہتر بنا اور اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنا کر دنیا میں مسافروں کی طرح رہ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر۔ تاکہ دنیا و آخرت میں ہمیشہ کی راحت حاصل ہو۔

بقیہ : تجزیہ

کارکردگی' اس کے طرز عمل اور معاملات کو ڈیل کرنے کے انداز سے یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہے کہ تمام منصوبہ بندیاں' تمام پالیساں اور تمام سوچ و فکر محض ذاتی اقتدار کے تحفظ اور اسے مضبوط و پائیدار بلکہ لازوال بنانے کے لئے ہیں۔ ایسے میں ملک اور قوم کا کیا مستقبل ہوگا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال وہ شر سے بھی خیر برآمد کرسکتا ہے' اس لئے ہماری یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے حاکموں کو ہدایت دے اور ہم پر رحم فرمائے۔ (ختم شد)

دین کی محنت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب و طریق کار

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ اور تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن

جنرل (ر) جاوید ناصر کے خیالات جن میں حقیقت پسندانہ سوچ جھلکتی نظر آتی ہے

مرتب : نعیم اختر عدنان

چند روز پہلے فیروزوالا کی مرکزی مسجد الفرقان میں تبلیغی جماعت نے تین روزہ قیام کیا۔ اس جماعت کی خاص بات یہ تھی کہ شرکاء میں آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل جاوید ناصر کے فرزند ارجمند بھی شامل تھے۔ تین روزہ جماعت کے قیام کے آخری روز بعد نماز مغرب جنرل (ر) جاوید ناصر نے "بیان" کی ذمہ داری ادا کی۔ انہوں نے اپنے دعوتی و تبلیغی بیان میں فرمایا کہ "دین کی محنت کے لئے ہمیں آنحضور ؐ کی ترتیب اور طریقہ اپنانا ہو گا! ہر چیز کا توڑ اسی ترتیب اور طریقہ میں پوشیدہ ہے۔

جنرل صاحب نے کہا کہ امت مسلمہ کو خیر امت قرار دینے کی اصل وجہ لوگوں کی نفع رسانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم میں جس ذمہ داری کو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا نام دیا گیا ہے۔ تبلیغی جماعت اس فریضے کو دعوت و تبلیغ کی محنت کا نام دیتی ہے۔ جنرل جاوید ناصر نے کہا کہ تمام مسائل کا حل قرآن میں موجود ہے مگر ہم قرآن کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ وہ یہ کہ نہ اسے سمجھ کر پڑھتے ہیں اور نہ پڑھ کر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے موجودہ فساد کا سبب خود انسان کی اعمال ہیں۔ انسان کے جیسے اعمال اوپر جائیں گے، اسی مناسبت سے الٰہی فیصلوں کا نزول ہوتا ہے، امت مسلمہ کی موجودہ ذلت اور رسوائی کا اصل سبب احکامات الٰہی سے روگردانی اور آنحضور کے طریقہ کو ترک کرنا ہے۔ تبلیغی جماعت کے مقررین کی عام روش سے ہٹ کر جنرل صاحب نے ملک و ملت کو درپیش سیاسی حالات پر بھی لب کشائی کرتے ہوئے کہا کہ کارگل کے حوالے سے ہمیں جس صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے، اس کا اصل سبب غیر اللہ کا خوف اور مرعوبیت ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ ہمارے مسائل ڈالروں کی صورت میں حاصل کردہ قرضوں سے حل نہیں ہو سکتے۔ عزت امریکہ کے پاس نہیں ہے، مگر ہم ہیں کہ اللہ کی دشمنوں سے مدد حاصل کرنے کے فریب میں مبتلا ہو رہے ہیں اور یہ صورت حال اللہ کے وعدوں پر عدم یقین کی وجہ سے ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ ہماری اصل کامیابی آنحضور ؐ کے طریقہ اور ترتیب پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔

انہوں نے کہا کہ ایمان ایک کنٹریکٹ ہے جس کی تین دفعات ہیں۔ ۱۔ زبان سے اقرار ۲۔ عمل سے اظہار ۳۔ دل سے یقین۔ اب سوال یہ ہے کہ ایمان کیسے بنے گا! جنرل جاوید ناصر نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ فریج، ایئرکنڈیشنر، ٹیوب لائٹ، بلب، الیکٹرک فین، ٹی وی اور دیگر اشیاء کو درست طور پر چلانے کے لئے ۲۲۰ وولٹ کا کرنٹ ضروری ہے۔ اگر یہ کرنٹ مطلوبہ وولٹیج سے کم ہو گا تو بات نہیں بنتی۔ بالکل اسی طرح ایمان کا معاملہ ہے ایمان کی پونجی کو مناسب سطح پر لانا ضروری ہے۔ ایمان، ایمان کے ماحول سے ہی پروان چڑھتا اور بنتا ہے مکہ میں دار ارقم میں آنحضور ؐ ایمان کی محنت فرماتے تھے جبکہ مدینہ میں ایمان کی محنت کے مرکز کی حیثیت مسجد نبوی ؐ کو حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ دینی و ایمانی ماحول دعوت سے بنتا ہے اور دین کی دعوت پر آزمائش آتی ہے اور لوگ داعی و مبلغ کے دشمن بن جاتے ہیں دگرنہ روایتی دین داری اور اس کے مظاہر اپنانے والوں پر عوام آج بھی اپنی دولت اور محبت نچھاور کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کسی آزمائش کا سامنا نہیں کرنا پڑتا! جنرل صاحب نے آنحضور ؐ کی سیرت کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے بتایا کہ بعثت سے پہلے لوگ آپ ؐ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے مگر جونہی آپ ؐ نے دین کی دعوت کا آغاز کیا وہی لوگ آپ کی جان کی دشمن ہو گئے۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ میاں اظہر مسلم لیگ سے مخلص ہوتے تو ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد نہ بناتے۔ (طارق عزیز اور اختر رسول کا مشترکہ بیان)

✪ بلکہ ہماری طرح ہر قسم کی "سہولیات" سے فیض یاب ہو رہے ہوتے۔

☆ ملک اسلامی نظام ہی سے ترقی کرے گا۔ (فاروق لغاری)

✪ لغاری صاحب! یہ بات اقتدار سے علیحدگی کے بعد ہی حکمرانوں کو کیوں سمجھ میں آتی ہے!

☆ اگر ہماری جماعت کامیاب ہو گئی تو رام مندر تعمیر نہیں کریں گے۔ (واجپائی)

✪ "جھوٹا کہیں کا!"

☆ بارش کا پہلا قطرہ ہوں۔ (میاں اظہر)

✪ گویا مسلم لیگ "جل تھل" کا بھی انتظار کرے۔

☆ آئندہ عوام کی ٹھکرائی پیپلزپارٹی نہیں بلکہ دیانتدارانہ قیادت اقتدار میں آئے گی۔ (امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد)

✪ مگر کیسے؟

☆ بے نظیر جلد بھارت میں سیاسی پناہ حاصل کر لیں گی۔ (وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین)

✪ یہ موجودہ حکومت کی خواہش تو ہو سکتی ہے بے نظیر کا فیصلہ نہیں!

☆ آئی ایم ایف ہماری کارکردگی سے خوش ہے۔ (وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار)

✪ عوام کی خوشیاں برباد کرنے والوں سے کوئی تو خوش ہو!

☆ اکیسویں صدی میں داخلے کے لئے اپنی ترجیحات بدلنا ہوں گی۔ (صدر رفیق تارڑ)

✪ جناب صدر! ترجیحات کی تبدیلی کے حوالے سے ایک صدارتی آرڈیننس جاری فرمادیں تو پوری قوم آپ کی بے حد "مشکور" ہو گی۔

☆ اعجاز الحق اور عابدہ حسین نے میاں اظہر کی حمایت کر دی۔ (ایک خبر)

✪ ناراض مسلم لیگی رہنماؤں بھی کہہ سکتے ہیں "میاں اظہر قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں!"

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

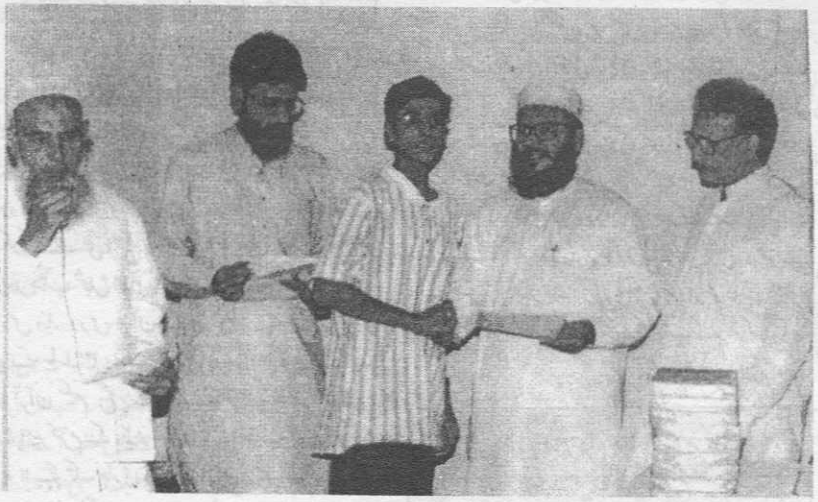

انجمن خدام القرآن راولپنڈی/اسلام آباد کے زیر اہتمام یک ماہی تفہیم دین کورس کے اختتام پر تقریب تقسیم اسناد کا ایک منظر۔ انجمن کے صدر جناب محمد صدیق صاحب' نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید' تفہیم دین کورس کے روحِ رواں جناب جاوید رفیق صاحب اور رانا عبدالغفور صاحب تصویر میں نمایاں ہیں۔

مرکز الھدیٰ گوجرانوالہ کی دوسری ماہانہ تربیت گاہ

۱۴/ اگست کو مرکز الھدیٰ سوہدرہ تحصیل وزیر آباد گوجرانوالہ میں حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام دوسری تربیت گاہ منعقد ہوئی۔

"رہنمائے مبتدی تربیت گاہ" نامی کتاب کے تمام مضامین پروگرام میں شامل تھے۔ نو رفقاء نے شرکت کی۔ تین کے علاوہ باقی سب گریجوایٹس تھے۔

بعد نماز عصر حافظ مشتاق احمد صاحب نے سورۃ حم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کی تلاوت کی۔ راقم نے سورۃ المومنون کی ابتدائی آیت پر درس قرآن دیا۔ باقی پروگرام حسب ذیل رہے۔

(۱) ایمانیات (۲) عبادات (۳) مذہبی رسومات (۴) اقامت دین اور اس کا طریقہ کار (۵) درس قرآن ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (۶) شرعی پردہ اور اس کی حیثیت (۷) منشور تنظیم اسلامی (۸) کارکنوں کے اوصاف (۹) اخلاق حسنہ اور باطنی بیماریاں (۱۰) التزامِ جماعت اور بیعت (۱۱) تنظیم اسلامی بمقابلہ دوسری مذہبی جماعتیں (۱۲) تعارف تحریک شہیدین و اخوان المسلمین (۱۳) رفقاء تنظیم کے "دس" بنیادی فرائض (۱۴) مشورے اور تجاویز (۱۵) وزیر آباد شہر میں پمفلٹ "آؤ دھرتی کا رنگ بدلیں" کی تقسیم

اللہ کی تائید و نصرت سے تمام پروگرام بحسن و خوبی انجام پائے۔ راقم کے گھر پر دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر رفقاء نماز ظہر کے بعد اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ Home Work کے طور پر رفقاء کو دس بنیادی فرائض کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کا کام دیا گیا۔

(رپورٹ : خادم حسین)

جشن آزادی پر آتش بازی غیر اسلامی ہے : نسیم الدین

امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ محمد نسیم الدین نے یوم آزادی کے موقع پر قوم کے نام اپنے ایک پیغام میں کہا ہے کہ اسلام میں خوشی کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے مخصوص طریقے بتائے گئے ہیں یوم آزادی تو حقیقی معنوں میں رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو منایا جانا چاہئے' جس دن پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا کیونکہ اس شب ساری قوم اللہ تعالیٰ کے حضور رکوع و سجود میں مصروف ہوتی ہے' لیکن ہماری بدقسمتی کہ غلامانہ ذہنیت نے ہمیں یوم آزادی ۱۴ اگست کو منانے پر مجبور کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک ایسے موقع پر جبکہ قوم بھارت کی جارحیت کا شکار ہے جس کا تازہ ترین مظہر بحریہ کے طیارے کا اس کی جانب سے نشانہ بنایا جانا اور نتیجتاً قیمتی جانوں کا ضیاع ہے۔ حکومت کی جانب سے جشن آزادی کے موقع پر آتش بازی کے مظاہروں کے پروگرام ترتیب دینا نہ صرف بدتر غیر اسلامی طرز عمل ہے بلکہ سر سے پیر تک قرضوں میں جکڑی ہوئی قوم کے سرکاری بیت المال کو آگ میں جھونکنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس قسم کے پروگراموں کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔

یوم آزادی کے حوالے سے حلقہ جنوبی پنجاب کا سات روزہ پروگرام

یکم اگست ۹۹ کو ناظم حلقہ پنجاب جنوبی سید اظہر عاصم صاحب کی ملتان کے امیر اور نقباء سے ماہانہ میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ میں ماہ اگست کے تنظیمی و دعوتی پروگرام باہمی مشورے سے طے پائے۔ ناظم حلقہ کی خواہش کے مطابق یوم آزادی کے حوالے سے "ہفتہ تجدید عہد" کے انعقاد کا پروگرام طے ہوا۔ اس ہفتہ کے دوران ملتان تنظیم کے چھ اسرہ جات کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر کیمپ لگائے گئے۔ ان کیمپوں میں کتب کا سٹال بھی لگایا گیا۔ پروگرام کے دوران اہل ملتان تک تنظیم کا پیغام و تعارف پہنچانے کے لئے گیارہ ہزار ہینڈ بل چھپوائے گئے۔

کیمپ کا دورانیہ صبح ۹ بجے تا دوپہر ایک بجے تھا۔ ناظم حلقہ نے دوران پروگرام ہر کیمپ کا دورہ کیا۔ رفقاء نے گرمی کی شدت کے باوجود ہینڈ بل تقسیم کئے۔ کیمپ کے دونوں طرف یوم آزادی کے حوالے سے دو بینرز بھی لگائے گئے۔ جن میں یہ پیغام تھا کہ قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کی محنت و کوشش ہر پاکستانی کا فرض ہے۔

پروگرام ۸ اگست سے شروع ہوا اور ۱۴ اگست تک جاری رہا۔ ۱۴/ اگست کے دن صبح ۷:۳۰ بجے تمام رفقاء ملتان کو اکیڈمی بلایا گیا۔ تمام رفقاء مختلف بینرز اور جھنڈے لے کر چوک گھنٹہ گھر کارپوریشن دفتر کے سامنے اکٹھے ہوئے۔ جہاں کارپوریشن ملتان کے زیر اہتمام سرکاری تقریب منعقد ہو رہی تھی۔ یہاں شہر ملتان کے میئر و ڈپٹی میئر اور انتظامیہ کے افسران و اہلکار موجود تھے۔ تمام رفقاء منظم طریقے سے چوک میں بینرز اور جھنڈے اٹھا کر کھڑے رہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پروگرام جاری رہا۔ پروگرام کے دوران ہینڈ بل بھی تقسیم کئے گئے۔

ملتان میں مندرجہ ذیل مقامات پر چھ اسرہ جات کے مختلف کیمپ لگائے گئے۔

اسرہ قرآن اکیڈمی' چوک چونگی نمبر ۹۔ اسرہ گل گشت' چوک گول باغ گلگشت۔ اسرہ امیر آباد' چوک کچہری۔ اسرہ نیو ملتان' چوک کمہار والا نیو ملتان۔ اسرہ دولت گیٹ' چوک دولت گیٹ۔ اسرہ چوک شہیداں' چوک حرم گیٹ۔

(رپورٹ : شوکت حسین)

ضرورت رشتہ

دو بی۔ ایس۔ سی' بی۔ ایڈ باپردہ سید گھرانے کی دوشیزاؤں کیلئے مذہبی گھرانے کے رشتے درکار ہیں۔

رابطہ : امجد حسین

معرفت ماڈرن بک ڈپو سیالکوٹ کینٹ

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کا
ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام ۱۴ اگست ۹۹ء عشاء سے ۱۵ اگست نماز عصر تک جاری رہا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز عشاء ایک حدیث کے بیان سے ہوا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن ہنگورہ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کے فضائل و حالات زندگی پڑھ کر سنائے۔ علی الصبح رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ نماز فجر کے بعد جناب شجاع الدین صاحب نے سورۂ انفال کی آیات کا درس دیا۔ درس قرآن کے بعد امیر تنظیم نے رفقاء کی تجوید کے سلسلہ میں ایک جائزہ لیا اور رفقاء کو جلد سے جلد ناظرہ قرآن حکیم صحیح پڑھنے کے لئے ترغیب و تشویق دلائی۔ ۹ بجے امیر محترم کے ویڈیو کیسٹ منہج انقلاب نبویؐ کا آغاز ہوا جو ۱۱ بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں برنس روڈ کے بازار میں دو کارنر میٹنگز سے جناب سرفراز احمد خاں اور جناب عبدالقادر انصاری نے خطاب کیا۔ نماز ظہر کے بعد عبدالرحمٰن صاحب ہنگورہ نے ایک حدیث بیان کی۔ تین بجے نائب امیر جناب حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کا کیسٹ سنا۔ ۴ بجے مشق کے طور پر چار رفقاء نے درس قرآن دیا۔ آخر میں شمیم احمد صاحب نے دینی غیرت و حمیت کے موضوع پر خطاب کیا۔ امیر تنظیم نے رفقاء کے مشورہ سے آئندہ کے لئے یہ طے کیا کہ ایک روزہ پروگرام عشاء سے عشاء تک جاری رہے گا۔ (مرتبہ : واحد علی رضوی)

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا پُرامن مظاہرہ

الحمدللہ تنظیم اسلامی کے رفقاء قرآن و سنت کی تعلیمات پر خود بھی عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی کی دعوت وہ دروسِ قرآن کی صورت میں عوام الناس کو بھی دیتے اور اقامت دین کی جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے رفقاء نے ۱۴ اگست کو بعد نماز عصر جامع مسجد ایبٹ آباد سے پرامن ریلی نکالی۔ یہ ریلی منکرات کے خلاف تھی۔ مظاہرین نے بورڈ اٹھا رکھے تھے جس پر نعرے درج تھے "فحاشی و عریانیت کا خاتمہ کرو۔" "سودی نظام اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ ہے۔" "یہود و نصاریٰ ہرگز تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔" "حکمرانو اپنا قبلہ واشنگٹن کو نہیں خانۂ خدا کو بناؤ" علاوہ ازیں علامہ اقبال کی انقلابی شاعری کے اشعار بھی درج تھے۔ اس پرامن ریلی کے امیر نقیب اسرہ ملکپورہ عبدالجلیل صاحب تھے۔ یہ ریلی پولیس چوکی، سبزی منڈی چوک، تھانہ کینٹ، کینٹ چوک اور صدر بازار سے ہوتی ہوئی مسجد کے پاس اختتام پذیر ہوئی اس دوران عوام کے ملے جلے تاثرات سامنے آئے۔ اکثر مقامات پر لوگوں نے اس ریلی کو سراہتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا۔ اس ریلی میں سردار محمد ثاقب، بصیر احمد، نسیم حسن، خادم محمد حسین و احباب نے شرکت کی۔

(رپورٹ : ذوالفقار علی)

تجوید اور ابتدائی عربی گرامر کلاس
کی اختتامی تقریب

تجوید اور ابتدائی عربی گرائمر کلاس ۲۸ جون کو شروع ہوئی تھی۔ ابتدائی عربی گرامر کے اساتذہ فرقان دانش صاحب تھے جبکہ تجوید قاری جاوید نواز صاحب نے پڑھائی۔ یہ کلاس منگل، بدھ اور جمعرات کو بعد نماز مغرب ہوتی تھی۔ فرقان دانش نے بتایا کہ ابتداءً کلاس میں ۱۴ حضرات نے شرکت کی لیکن کورس کی تکمیل ذیشان دانش، محسن محمود صاحب، عبدالرشید صاحب، منصور صاحب، احسن صاحب، جہاں زیب صاحب اور عامر صاحب نے کی۔ جبکہ تین شرکاء عمر شکیل صاحب، منصور صاحب اور ذیشان دانش ایک سالہ کورس میں داخلہ کے لئے تیار ہوئے۔

اس کلاس کی اختتامی تقریب ۲۷ اگست بعد نماز عصر خواتین ہال میں منعقد ہوئی۔ قاری جاوید نواز صاحب نے تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز کیا۔ اس کے بعد کورس کی تکمیل کرنے والے طلبہ نے اظہار خیال کیا۔ رشید ارشد صاحب نے تذکیر بالحدیث کے ذریعے حاضرین کو قرآن سیکھنے سکھانے کے لئے عربی زبان سیکھنے کی ترغیب دی۔ محمود عالم میاں صاحب نے اختتامی کلمات میں فرمایا کہ قرآن کو ازخود سمجھنے میں جو لطف اور مزہ ہے وہ ترجمہ پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مزید یہ کہ قرآن سمجھ کر پڑھنے والا کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد محمود عالم میاں صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔

سالانہ تربیتی اجتماع

سالانہ تربیتی اجتماع برائے ملتزم رفقاء بمقام قرآن آڈیٹوریم لاہور بتاریخ 24 اکتوبر بعد نماز عصر تا 28 اکتوبر نماز ظہر منعقد ہو رہا ہے جس میں

☆ تمام ملتزم رفقاء کی ہمہ وقتی شرکت ضروری ہے۔

☆ تمام مبتدی رفقاء جو مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کر چکے ہیں خصوصی اجازت حاصل کر کے اس اجتماع میں شریک ہو سکیں گے۔ (اس کے لئے درخواست مقامی نظم کی وساطت سے آنا چاہئے۔)

علاوہ ازیں مرکزی دفتر تنظیم اسلامی پاکستان گڑھی شاہو لاہور میں ایک

مبتدی تربیت گاہ

12 تا 18 ستمبر منعقد ہو گی۔ قرب و جوار بالخصوص حلقہ لاہور ڈویژن، حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن اور حلقہ پنجاب غربی کے وہ رفقاء جو کسی مبتدی تربیت گاہ میں شریک نہیں ہوئے اس میں شرکت کا اہتمام کریں۔

المعلن : ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

ضرورت رشتہ

امریکہ میں مقیم لڑکا، عمر 20 سال، ایف اے، برسر روزگار، اور لڑکی عمر 18 سال، ایف اے کے لئے دینی رجحان کے حامل (ترجیحاً تنظیم اسلامی سے وابستہ)، لاہور کے رہائشی فوری رشتے درکار ہیں۔

رابطہ : طارق عبداللہ فون لاہور 894667

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ شاہدرہ کے زیر اہتمام یوم آزادی پاکستان کے حوالے سے منعقدہ جلسہ عام کے حاضرین

سٹیج پر امیر تنظیم اسلامی فیروز والہ حافظ علاؤ الدین، نائب ناظم حلقہ شاہدرہ نعیم اختر عدنان، امیر حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ اور اقبال حسین تشریف فرما ہیں

حلقہ خواتین لاہور کا دینی و تربیتی کورس

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام ہر سال کی طرح گرمیوں کی تعطیلات میں خواتین کے لئے دینی تربیتی کورس کا انعقاد ہوا۔ جس میں ۲۷ خواتین نے باقاعدہ جبکہ ۵ خواتین نے صرف تجوید کی کلاس میں شرکت کی۔ اس کورس میں تجوید' نماز کی تصحیح' عربی گرائمر' عربی ریڈر' منتخب نصاب' احادیث اور ارکان اسلام کی تعلیم دی گئی۔ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی اہلیہ' دو صاحبزادیوں اور ایک نواسی نے بہت عمدہ اور احسن طریقہ سے اساتذہ کے فرائض انجام دیئے۔ یہ کورس ۵ جولائی سے ۵ اگست یعنی ایک مہینہ تک ہفتہ میں ۵ دن پیر تا جمعرات جاری رہا۔

۵ اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعرات قرآن اکیڈمی خواتین ہال میں جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔ جس کی مہمان خصوصی محترمہ ناظمہ صاحبہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد تھیں جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض نائب ناظمہ محترمہ امت المعطی صاحبہ نے انجام دیئے۔ خواتین کی چائے' سموسوں اور جلیبی سے تواضع کی گئی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز ساڑھے چار بجے امت المغنی صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد کورس کے چار شرکاء نے اپنے تاثرات بیان کئے۔

چار چھوٹی بچیاں جنہوں نے اس کورس میں جزوی طور پر شرکت کی' ان کی نمائندہ خاشعہ عارف نے کہا کہ اس کورس سے تجوید کے اصول' عربی سے ابتدائی واقفیت' احادیث اور دعائیں یاد کرنے کا موقع ملا۔

لبنیٰ یعقوب صاحبہ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم دنیاوی کاموں کے لئے تو وقت نکال لیتے ہیں لیکن ہمیں دین کے کاموں کے لئے بھی وقت لگانا چاہئے۔ کیونکہ دنیا کے دھندے تو سدا چلتے رہیں گے۔ ہمارے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی یہ کام جاری رہیں گے۔ اس کورس کو اٹینڈ کرتے ہوئے یہ اطمینان تھا کہ ہم دین کے لئے کچھ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس کورس سے میں نے تجوید سیکھی جس سے اب نماز بہت بہتر ہو گئی ہے۔ انہوں نے عربی کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔

مسز ارجمند برکی صاحبہ نے کہا کہ اس کورس کے دوران ٹیچرز کا انداز تعلیم بہت مشفقانہ اور حوصلہ افزا تھا۔ ہماری غلطیوں پر اس انداز سے ہماری تصحیح کرتی تھیں کہ ہم میں مزید سیکھنے کا حوصلہ اور شوق پیدا ہوتا تھا۔ تجوید اور عربی وغیرہ یہ سب چیزیں ہمارے لئے بالکل نئی تھیں مگر یہ ٹیچرز کا انداز تعلیم ہی تھا جس کی بدولت ہم سب کچھ سیکھنے کے قابل ہوئے۔

مسز فوزیہ متین نے کہا کہ دو سال قبل بھی یہاں سے کورس کیا تھا مگر اس دفعہ تجوید بہت اچھے طریقہ پر پڑھائی گئی جس کی وجہ سے نماز کی بہت حد تک تصحیح ہو گئی ہے۔ انہوں نے محترمہ ناظمہ صاحبہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ارکان اسلام کے ضمن میں نماز کے ظاہری اور باطنی آداب بہت اچھی طرح واضح کر کے سمجھائے۔

باقی شرکائے کورس نے بھی اپنے تاثرات میں اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا کہ تجوید سیکھنے کے بعد اب ان کی نماز میں بہتری آئی ہے' نماز اور قرآن پڑھنے میں لطف آنے لگا ہے۔

چاروں چھوٹی بچیوں خاشعہ' حلیمہ' حسنیٰ اور رحنہ نے عربی کی ایک نظم سنائی۔

آخر میں سب شرکائے کورس میں اسناد تقسیم کی گئیں۔

(مرتبہ : بیگم حافظ عاکف سعید)

تنظیم اسلامی شرقی کا ماہانہ اجتماع

تنظیم اسلامی شرقی کا ماہانہ اجتماع ۲۵ اگست بروز بدھ قرآن اکیڈمی' خواتین ہال میں منعقد ہوا۔ بعد نماز مغرب شرقی تنظیم کے امیر ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے سورہ واقعہ کے تیسرے رکوع پر درس قرآن دیا۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے ڈوبنے کی قسم کھانے کے بعد فرمایا کہ قرآن بہت عزت والی کتاب ہے اور یہ لوح محفوظ میں ہے۔ اس کو صرف مکرم فرشتے ہی چھو سکتے ہیں۔ سو کیا تم ایسی عظیم کتاب سے بے اعتنائی برتتے ہو۔ جس وقت تمہارے کسی عزیز' رشتہ دار کی روح حلق تک آ پہنچتی ہے اور تم دیکھ بھی رہے ہوتے ہو۔ کیا تم اس روح کو بدن میں لوٹا سکتے ہو اس وقت ہم (اللہ تعالیٰ) مرنے والے شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں۔ اس کے بعد قیامت والے دن تین قسم کے گروہوں کا ذکر آیا۔ اصحاب الاولین کے لئے اس دن راحت' فراغت اور آرام کی جنت ہوگی اور اصحاب الیمین یعنی داہنے ہاتھ والوں کو امن و امان حاصل ہو گا جبکہ اصحاب الشمال یعنی بائیں ہاتھ والوں کی کھولتے ہوئے پانی سے دعوت ہوگی اور بعد میں انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کرو۔

رشید ارشد صاحب نے درس حدیث میں ایک طویل حدیث قدسی کا ترجمہ بیان کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ انسان اور رب کا تعلق عبد اور معبود کا ہے۔ اس حدیث میں بار بار اللہ سے مانگنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے نیز یہ کہ ہم مادیت پر یقین نہ رکھیں بلکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی ذات پر یقین رکھیں۔ ہمارا یقین مادیت سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی ذات پر آ جائے اور ہم اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے بن جائیں۔ وہی ہمیں ہدایت بھی دیتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی ضرورت کی ہر شے اللہ تبارک و تعالیٰ سے مانگنی چاہئے۔ بعد ازاں تعارف تنظیم اسلامی کے دوسرے مرحلے سے رفقاء کو آگاہ کیا گیا۔

آخر میں عارف رشید صاحب نے رات کے وقت سونے کی دعا یاد کروائی۔ اس طرح یہ پروگرام اجتماعی دعا پر ۸ بجے اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : ذیشان دانش خان)

برلا تبصرہ

مسلمان اور امریکہ

ترکی کی نیشنل سیکورٹی کونسل نے خاتون رکن پارلیمنٹ Merve کو سر ڈھانپنے کی پاداش میں نہ صرف پارلیمنٹ کی رکنیت بلکہ ملک کی شہریت سے بھی محروم کر دیا ہے' اس سے قبل اسے اسی جرم کی بنا پر اپنی میڈیکل تعلیم نامکمل چھوڑنی پڑی۔ صرف یہی نہیں ان کی والدہ اور والد کو بھی حجاب کی حمایت کرنے پر معلمی کا پیشہ ترک کر کے مجبوراً امریکہ منتقل ہونا پڑا۔ وہاں انہیں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے' یعنی مسلمان ملک میں اسلام پر عمل کرنے کی آزادی ہو نہ ہو' امریکہ میں یقینا ہے۔

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۲۹ جون ۹۹ء اور قائم مقام امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۲۰ اگست ۹۹ء میں مشورہ کے بعد حلقہ آزاد کشمیر کے بارے میں درج ذیل فیصلے کئے۔ ان کے بارے میں جناب ناظم اعلیٰ نے ۱۸/ اگست ۹۹ء کو دھیر کوٹ کے مقام پر ملتزم رفقاء کے ایک خصوصی اجتماع میں رفقاء سے بھی مشورہ کیا۔

یہ فیصلہ کیا گیا کہ یکم ستمبر ۹۹ء سے

☆ حلقہ آزاد کشمیر ختم کر دیا جائے۔

☆ تنظیم اسلامی ضلع مظفر آباد بدستور قائم رہے اور جناب عبدالقیوم قریشی صاحب اس کی امارت کی ذمہ داری ادا کرتے رہیں گے۔

☆ ایک نئی ضلعی تنظیم "تنظیم اسلامی ضلع باغ" قائم کی جائے اور جناب زراب عباسی صاحب کو اس کی امارت تفویض کی جائے۔

☆ ایک اور نئی تنظیم "تنظیم اسلامی بیروٹ" قائم کی جائے اور جناب خالد محمود عباسی صاحب کو مقامی امیر مقرر کیا جائے۔

متذکرہ بالا تنظیمیں براہ راست مرکز سے منسلک ہوں گی۔

بندوں کی نہیں رب کی غلامی
تنظیم اسلامی' تنظیم اسلامی

خودی سے مرد خود آگاہ کا جلال و جمال
کہ یہ کتاب باقی تمام تفسیریں

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8 شمارہ 34
سالانہ زرتعاون ۔/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

مجلسِ مشاورت:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

قارئین کرام توجہ فرمائیں!

محترم رفقاء و قارئین ندائے خلافت

السلام علیکم!

گزشتہ ماہ ہفت روزہ ندائے خلافت کو مزید بہتر بنانے کے لئے قارئین کی قیمتی آراء اور مشوروں کے حصول کی غرض سے ایک پروفارما شائع کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں قارئین کی طرف سے بہت سے خطوط اور پرشدہ فارم موصول ہو چکے ہیں۔ ہم ان سب حضرات کے شکر گزار ہیں، جنہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی۔ تاہم بہت سے قارئین کی جانب سے ہمیں تاحال آراء اور مشوروں کا انتظار ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے وہ پروفارما اس درخواست کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات اب تک اپنی آراء ارسال نہ کر پائے ہوں، وہ براہ کرم یہ پروفارما پُر کر کے جلد از جلد ہمیں ارسال کر دیں۔ تاکہ ندائے خلافت کو مزید بہتر بنانے کے لئے حتمی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔

فقط والسلام
حافظ عاکف سعید
مدیر ندائے خلافت

یہاں سے کاٹئے ....

☆ مطلوبہ خانہ میں "✓" نشان لگائیں۔

عنوان	بہت عمدہ	اچھا	گوارا	غیر معیاری	اضافی تبصرہ، اگر ضروری خیال فرمائیں
سرورق					
منبر و محراب					
تجزیہ					
گوشۂ خلافت					
منہ میں زبان					
گوشۂ خواتین					
خبرنامۂ افغانستان					
کاروانِ خلافت					

مزید برآں جاگو جگاؤ، تذکیر و موعظت، احوال وطن، لمحہ فکریہ اور دعوت عمل جیسے عنوانات کے تحت رفقاء تنظیم اسلامی اور دیگر احباب کے ہلکے پھلکے مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں جس کے ذریعے رفقاء کی فکری تربیت مقصود ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں بھی ہمیں قارئین کے تاثرات درکار ہیں۔

دیگر مضامین کے بارے میں آپ کے مجموعی تاثرات ____________________

____

نام ____________________ تاریخ ____________________

مکمل پتہ ____________________